بہت دیر کی مہرباں آتے آتے!

کوئی شخص بھی اپنے ناگزیر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ دوام صرف خدائے بزرگ و برتر کی ذاتِ مقدس اور کلام پاک کو ہے۔ باقی سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے۔ صدیوں پہلے بھی اس دنیا میں بڑے بڑے فلسفی، مفکر، شاعر اور دانشور پیدا ہوئے ہوں گے جن کے نام و نشان سے یہ دنیا ناآشنا ہے اور صدیوں بعد اس دور کے فنکاروں، قلمکاروں، مفکرین اور مقررین کے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔ جیسے جیسے دنیا کے حالات بدلتے ہیں اس کے تقاضے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی سوچ اور نقطہ ہائے نگاہ میں یکسر تبدیلی آجاتی ہے۔ جن لوگوں نے غیر سطحی کام کیا ہوتا ہے وہ کچھ عرصہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ بعد میں لوگ انہیں بھی فراموش کر دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں کا اندازِ فکر سطحی اور گہرائی و گیرائی سے ماورا ہوتا ہے لوگ انہیں انکی زندگی میں ہی زیادہ پذیرائی نہیں بخشتے۔

ابھی زیادہ دور اور دیر کی بات نہیں ہے۔ مجلس احرار اسلام کے پاس بہترین مقررین اور لکھاریوں کا ایک انبوہِ کثیر تھا۔ ہر مقرر اور ادیب اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ جس نے جو لکھا خوب لکھا۔ دنیا سے اپنا لوہا منوایا۔ بالآخر سب یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوتے چلے گئے۔ پھر قحط الرجال کا زمانہ آیا۔ اس زمانہ میں مجلس احرار کا بچا کھچا سرمایہ قیام پاکستان کی وجہ سے تتر بتر ہو گیا۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے جب تک وفا کی، "بعض" لوگوں نے ان کے خوف و دبدبے، خلوص و محبت اور اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے ان کا ساتھ دیا۔ جب شاہ جی اس دنیا سے رخصت ہوئے تو انہوں نے فوراً اپنی وفاداریاں تبدیل کر لیں۔ کچھ حکومت میں چلے گئے اور کچھ اپوزیشن میں اور وہ جو شاہ جی کا مقصد حیات تھا اسے یکسر فراموش کر ڈالا۔ اس دور نے سیاست کے معنیٰ تبدیل کر ڈالے ہیں۔ اب سیاست میں مفادات نے کلیدی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ماں بیٹی کی نہیں اور بہن بھائی کی نہیں رہی۔ تو "بعض" لوگ شاہ جی کا مشن کیسے جاری رکھتے؟ لیکن کچھ دیوانے، وفا شعار اور احرار جگر دار باقی تھے جو شمع احرار کو بہر صورت روشن رکھنے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ وہ شاہ جی کے مشن پر مر مٹنا چاہتے تھے۔

شاہ جی کی اولاد پر ہر طرف سے تیر چلائے گئے۔ قصور ان کا صرف یہ تھا کہ وہ دنیاوی لہو و لعب میں پڑنے کی بجائے باقیات احرار اور وفادارانِ احرار کی معیت میں مجلس احرار اسلام کے بنیادی مقاصد کو لے کر چلنا چاہتے تھے۔ جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری نے دل شکستہ احرار کارکنوں کو جوڑا، اور ایک اجڑے ہوئے قافلہ کی شیرازہ بندی کر کے نئے سرے سے مرتب کر دیا۔

عربوں کے تیل نے تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں ہی تباہ کر دی ہیں، دولت کی ریل پیل، جدید

ترین آسائیشوں اور تعمیرات نے ایسا انقلاب برپا کیا کہ مولوی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔
مولوی نے ان آسائشوں کے حصول کے لئے دین و سیاست دونوں میں دغا بازی شروع کر دی۔ آپ خود گواہ ہیں کہ کچھ مولوی زادے اس دور کے امیر ترین لوگ ہیں۔ امیر ہونا کوئی جرم نہیں لیکن یہ مولوی کا منصب نہیں کہ وہ دین و سیاست میں خیانت کر کے دولت کمائے۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی بجائے وہ خود ان حرام کاریوں میں ملوث ہوجائے جو ایک دنیا کو جہنم کی طرف کشاں کشاں لئے جارہی ہیں۔
شاہ جی کی رحلت کے بعد ان کی محبت کا دم بھرنے والے بعض لوگ ملکی سیاست میں کھل کے کھیلے۔ اور کچھ سادہ لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولئے۔ وہ کماتے رہے اور یہ ان کا منہ دیکھتے رہے اور اسی میں خوش رہے۔ اس معاملے سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہر آدمی کے اپنے اعمال ہیں جسکا ان کو جواب دینا ہے مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی آواز میں آواز ملا کر ہر وہ غلط کام کرتے رہے جو انکی بلکہ شاہ جی کی بدنامی کا باعث بنتا رہا۔
سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے بعض علماء کے اس دنیا دارانہ رویّہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو ان لوگوں نے ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنا لیا اور ایسا ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ ناطقہ سر بگریبان ہو گیا۔ لیکن سید ابوذر بخاری نے جانشین امیر شریعت ہونے کا حق ادا کر دیا اور تادمِ آخر ان سے ہار نہ مانی وہ اکیلے رہ گئے۔ ان میں سے کوئی ان کے ساتھ ملنے کو تیار نہ تھا لیکن سید ابوذر بخاری نے ہار نہ مانی۔ حتیٰ کہ وہ اس دارِ فانی سے فردوس بریں کی طرف کوچ کر گئے۔
حضرت سید ابوذر بخاری ہی کے بقول میرا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ میں نے باقیات احرار کو بعض تقدس مآبوں کی کلوخ برداری سے ہمیشہ کے لئے منع کر دیا ہے اور میں شش جہات میں احرار کے سوا کسی کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا تقدس مآبوں نے سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو اس جرم کی سزا دینے اور انہیں تنہا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ ابوذر جیت گیا، وہ ہار گئے۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کا ترتیب دیا ہوا قافلۂ احرار آج بھی رواں دواں ہے۔ محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کے محاذ پر دادِ شجاعت دے رہا ہے۔
ایک مدت بعید کے بعد میں نے سید امین گیلانی صاحب کے احمد فراز کی لغویات کے خلاف نقیب ختم نبوت میں نظم پڑھی تو دل نے چاہا کہ میں ادارہ نقیب ختم نبوت کو گیلانی صاحب کی واپسی پر مبارک باد دوں۔ اگرچہ انہوں نے آنے میں بہت دیر کر دی۔ لیکن دیر آید درست آید کے مصداق ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اب ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں ان کا کلام باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کو ملا کرے گا۔